کتاب : طلاقِ ثلاثہ

مؤلف کا نام :

ابو محمد علی زئی

ایک مجلس کی تین طلاق کے تین ہونے کا بیان اور اُس کے دلائل:

بسم اللہ الرحمن الرحیم"

"ایک مجلس کی تین طلاق .... محدثین اور اسلاف کی نظر میں"

دلیل نمبر ١ ... سیدنا محمود بن لبید ؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ ایک شخص نے بیک وقت اکھٹی تین طلاقیں دے دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ سے کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگےمیری موجودگی میں اللہ تعالی کی کتاب سے کھیلا جارہا ہے۔

(نسائی ٣٤٣٠، الکبری النسائی٥٥٩٤)

اس روایت سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ بیک وقت دی جانے والی تین طلاقیں تین ہی شمار کی جائیں گی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ کرنا اس بات پر دلیل ہے اگر بالفرض تین کو ایک ہی شمار کیا جاتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کا اظہا نہ فرماتے بلکہ آپ اس شخص کو رجوع کا حکم فرماتے جیسا کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر کو فرمایا تھا کہ تم رجوع کر لو۔

(موطا امام مالک روایۃ یحیٰ ۱۲۵۳، روایۃ ابن القاسم ۲۳۳، بخاری ۵۲۵۱، مسلم ۱٤۷۱، ابو داؤد ۲۱۷۹، ابن ماجہ ۲۰۲۲، ترمزی ۱۱۷٦، نسائی ۳٤۲۸، وغیرہ۔

بعض لوگوں کا اس روایت کے بارے میں یہ فرمانا کہ اس میں یہ کہاں ہے کہ طلاق پڑ گئی تو ان سے عرض ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار غصہ کیا معنی رکھتا ہے؟؟؟

دلیل نمبر ۲... سیدنا رکانہؓ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی اور آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ اللہ کی قسم میں نے صرف ایک ہی کا ارادہ کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے صرف ایک کا ہی ارادہ کیا تھا؟؟؟ تو سیدنا رکانہؓ نے کہا اللہ کی قسم میں نے ایک ہی کا ارادہ کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی بیوی ان کی طرف لوٹا دی۔

(ابوداؤد ۲۲۰۶، دار القطنی ۳۹۳۳، مستدرک جلد ۲، ۱۹۹، وغیرہ)

اس روایت میں غور طلب بات یہ ہےجو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا رکانہؓ سے کہی (تم نے صرف ایک کا ہی ارادہ کیا تھا) اگر بالفرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیک وقت اکھٹی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا رکانہؓ سے کیوں سوال کرتے کہ تم نے ایک کا ہی ارادہ کیا تھا

دوسری بات یہ کہ سیدنا رکانہؓ بھی یہ بات اچھی طرح جانتے تھے ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی شمار ہوتی ہیں لیکن انہوں نے یہ جلد بازی میں کیا (غیر ارادی طور پہ) تو ان کو اس بات میں شک گزرا کہ (غیر ارادی طور پر دی گئی اکھٹی تین طلاقیں تین شمار ہوں گی یا نہیں) تو اپنی اس بات کا فیصلۂ کروانے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے نہ کہ عام حالات میں دی جانے والی اکھٹی تین طلاق کے بارے میں۔

تو الحمد اللہ یہ حدیث مندرجہ بالا حدیث کی تفسیر کر رہی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکھٹی تین طلاق دینے والے شخص پر ناراض ہوئے تھے اگر بالفرض سیدنا رکانہؓ اپنی صفائی پیش نہ کرتے کہ (میرا ارادہ ایک ہی کا تھا) تو یہاں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناراضگی کا اظہار فرماتے اور ان کی بیوی کو ان پر حرام قرار دے دیتے۔

ان دونوں احادیث سےیہ بات اچھی طرح سمجھ میں آتی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی ہوں گی اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ (تین طلاق کے واقع ہونے کا ذکر نہیں ملتا) تو میرے خیال میں ان لوگوں نے یہ ہنر فرقہ باطلہ سے اخذ کیا ہے جن کے سامنے جب دلیل پیش کی جاتی ہے (قل إنما أنا بشر مثلکم، الکہف ١١٠) کہہ دیجیے کہ میں تمھاری طرح کا ہی ایک بشر ہوں،،،،،، تو اس کے جواب میں یہ کہا جاتا ہے قرآن کی اس آیت میں یہ کہاں لکھا ہے کہ میں نور نہیں ہوں

دلیل نمبر۳... لعان کے بعد سیدنا عویمرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پہلے اسے (اپنی بیوی) کو تین طلاقیں دے دیں۔

(موطا امام مالک روایۃ یحیٰ ۱۲۳۲، روایۃ ابن قاسم ۶، بخاری ۵۲۵۹، مسلم ۱۴۹۲، ابوداؤد ۲۲۴۸، ابن ماجہ ۲۰۶۶، مسند احمد ۲۲۲۳۹، نسائی ۳۴۳۱، ابن حبان ۴۲۸۵، وغیرہ۔

اگر تین طلاقیں نہ پڑتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عویمرؓ کی ضرور نکیر کرتے۔ اور اگر لعان کے بعد طلاق دینا ضروری نہ ہوتا تو سیدنا عویمرؓ اس عمل سے گریز کرتے اور حدیث سے یہ بات بھی ظاہر ہو رہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تین کو تین ہی شمار کیا جاتا تھا تب ہی تو سیدنا عویمرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

پوچھنا ضروری نہ سمجھا اور بیک وقت اکھٹی تین طلاق دے ڈالی۔

علامہ نوویؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں اس حدیث سے (اصحاب شوافع) نے یہ استدلال کیا ہے ایک ہی لفظ میں جمع کر کے تین طلاقیں دے دینا حرام نہیں ہے اگر تین طلاقیں دفعۃً دے دینا حرام ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اسکی نکیر فرماتے اور یہ فرما دیتے کہ اکھٹی تین طلاقیں دینا حرام ہے تو تُو کیوں تین طلاقیں دے رہا ہے؟؟؟ **(شرح صحیح مسلم جلد ۱، ٤٨٩)**

اس حدیث سے یہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ لعان کے بعد خاوند بیوی میں خود بخود تفریق نہیں ہوتی بلکہ طلاق کے بعد جدائی ہوتی ہے امام بخاریؒ نے اس حدیث پر کچھ اس طرح باب باندھا ہے ("باب

اللعان ومن طلق بعد اللعان") لعان کا باب اور جو شخص لعان کے بعد طلاق دے۔

(کتاب الطلاق باب ۲۹ قبل الحدیث ۵۳۰۸).

دلیل نمبر 4... ام المؤمنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں پھر اس نے دوسرے مرد سے نکاح کیا دوسرے خاوند نے (ہم بستری سے پہلے) اسکو طلاق دے دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ عورت پہلے مرد کیلیئے حلال ہو گئی تو آپ نے فرمایا نہیں جب تک دوسرا مرد اس سے صحبت نہ کر لے۔

(بخاری ۵۲۶۱، مسلم ۱۴۳۳، ترمذی ۱۱۱۸، نسائی ۳۴۳۸، ۳۴۳۷، ابن ماجہ ۱۹۳۲، سنن الکبریٰ للبہقی جلد۷، ۳۳۴ وغیرہ۔

اس حدیث کے بارے میں یہ کہنا کہ اس میں ایک مجلس کی تین طلاق کا ذکر نہیں حالنکہ امام بخاری نے اس حدیث پہ کچھ اس طرح باب باندھا ہے (" من جواز الطلاق الثلاث ") اور محدثین نے جو ابواب قاہم

کیئے ہیں احادیث بھی ان ابواب کے تحت ہی لے کر آئے۔
حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں یہ جملہ ظاہر اسی کو چاہتا ہے تین طلاقیں اکھٹی اور دفعتہً دی گئی تھیں **(فتح الباری جلد ۹ ، ۲۹۵)**

علامہ قسطلانی، عینی حنفی نے بھی اسی طرح کہا ہے دیکھیئے **(عمدہ القاری ۹، ۵۳۷، ارشاد الساری ۸، ۱۵۷)۔**

دلیل نمبر ۵ ... سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاقیں دےدیں تو امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروقؓ نے فرمایا تمہاری تین طلاقیں تین ہی تصور کی جاہیں گی اور وہ تجھ پر حلال نہیں جب تک وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی ۷، ۳۳٤.

دلیل نمبر ٦ ... سیدنا انسؓ فرماتے ہیں کہ جب سیدنا عمر فاروقؓ کے پاس کوئی ایسا شخص لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوتیں تو آپ اسکو سزا دیتے اور دونوں میں تفریق کرا دیتے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ٥، ١٧٧٨٤)

دلیل نمبر... ٧ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دیں تو سیدنا عمر فاروقؓ نے اسکی دُرہ سے مرمت کی اور فرمایا تجھے تو تین طلاقیں کافی تھیں۔ **(سنن الکبریٰ للبہقی ٧، ٣٣٤، مصنف ابن ابي شیبہ ١٧٧٩٥، سعید بن منصور ١٠٧٣)**

سوچنے کی بات ہے کیایہ شخص (ایک ہزار) طلاق وقفہ سے دیتا رہا؟؟؟ ہر گز نہیں بلکہ اس نے ایک ساتھ اکھٹی ہزار طلاق دے دی تب سیدنا عمرؓ نے اس کی دُرہ سے پٹائی کی اور سیدنا عمرؓ کا یہ فرمانا کہ تجھے (تین کافی تھیں) مطلب یہ کہ اگر صرف تین

ہی اکھٹی دے دی جاتیں تو بیوی تجھ پہ حرام ہو جاتی ہزار دینے کی کیا ضرورت تھی۔

تو قارہین کرام اب یہاں رک کر سنن نسائی کی اس حدیث کو بھی یاد کیجیئے جس میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت اکھٹی تین طلاقیں دے دی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ

فرمایا تھا اور اس حدیث کے بارے میں یہ اعتراض کرنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کب کہا کہ طلاق پڑ گئی؟؟؟ تو عرض ہے کہ سیدنا عمرؓ کا یہ فرمانا (تجھے تین کافی تھیں) کیا اس بات کی طرف اشارہ نہیں کہ اگر تم اکھٹی تین ہی دے دیتے تو تب بھی طلاق واقع ہو جاتی اور ہزار طلاق دینے پر سیدنا عمرؓ کا اس شخص کو مارنا پیٹنا اور بعد میں یہ فرمانا کہ تجھے تین ہی کافی تھیں یہ زبردست دلیل ہے کہ اکھٹی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی تو عرض کرنے کا مطلب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ناراض ہونے کا مقصد ہی یہی تھا کہ طلاق واقع ہو

گئی اور سیدنا عمرؓ کا اس شخص کو مارنا بھی اس وجہ سے تھا کہ طلاق واقع ہو گئی۔

لیکن پھر بھی یہی شور برپا ہے کہ ہم ان احادیث اور اقوال سے استدال کر رہے ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ استدلال میں غلطی لگ سکتی ہے لیکن ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں (اگر یہ ہمارا استدلال ہے بقول آپ کے) تو ہم اپنے استدلال کے صحیح ہونے پر بھی دلیل پیش کرتے ہیں

دلیل نمبر ۸ ... ایک شخص سیدنا علیؓ کے پاس آیااور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو (ایک ہزار) طلاق دے دی ہے تو آپ نے فرمایا تین طلاق سے وہ تجھ پر حرام ہو گئی **------ (سنن الکبریٰ ۷، ۳۳۵)**

الحمداللہ ہمارا استدلال صحیح ثابت ہوا کیونکہ یہاں بات واضح ہوگئی سیدنا علیؓ نے فرمایا (تین طلاق سے وہ تجھ پہ حرام ہو گئی) یعنی ہزار طلاق جو (اکھٹی دی گئیں تھیں) ان ہزار میں سے تین طلاق سے وہ تجھ پر حرام ہو گئی۔

دلیل نمبر۹ --- امیر المؤمنین سیدنا علی نے فرمایا جو شخص اپنی بیوی کو ہمبستری سے پہلے تین طلاق دے دے تو وہ عورت اس کیلیئے حلال نہیں رہتی ------ **(سنن الکبریٰ، ۷، ۳۳٤)**

دلیل نمبر ۱۰--- سیدنا عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا اگر تو نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں تو وہ عورت تجھ پر حرام ہو گئی جب تک وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے اور تو نے اپنی بیوی کو طلاق دینے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی کی ہے۔

(بخاری،۵۳۳۲،٦۲٦۱، مسلم ۳٦۵٦،۳٦۵۳، ابوداؤد، ۲۱۸۰، نسائی، ۳۵۵۹، دار القطنی، ۳۹۲۱، سنن الکبریٰ للبیہقی، ۷، ۲۳۱) وغیرہ۔

سیدنا عبداللہ ابن عمر کا یہ فرمانا کہ (تو نے اپنی بیوی کو طلاق دینے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی

کی) اس بات کی دلیل ہے کہ بیک وقت میں تین طلاق دی گئی تھی کیونکہ طلاق دینا تو اللہ تعالیٰ کی نافرفانی تو نہیں البتہ اکھٹی تین طلاق دینا خلاف شرع ہے مگر عبداللہ ابن عمر نے ساتھ یہ وضاحت بھی کر دی کہ (اکھٹی تین طلاق سے بیوی حرام ہو جاتی ہے)

دلیل نمبر ۱۱... سیدنا عبداللہ ابن عباس سے ایک شخص نے یہ کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو (سو طلاقیں) دی ہیں تو آپ نے فرمایا تیری طرف سے تین طلاقیں ہو گئیں۔

(مشکوٰۃ، ۳۲۹۳، موطا امام مالک، ۱۱۹۵، مصنف عبدالرزاق، ۱۱۳۵۳، ابن ابی شیبہ، ۱۷۷۹۷، سنن الکبریٰ، ۱٤۹٤٥ وغیرہ)

دلیل نمبر ۱۲... امام مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ میں سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ کے پاس تھا کہ ایک شخص آکر

کہنے لگا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے ڈالی ہیں آپؓ خاموش ہوگئے میں سمجھا رجوع کا فتویٰ دیں گے پھر فرمانے لگے پہلے حماقت کر بیٹھے ہو پھر اے ابن عباس اے ابن عباس کہتے ہوئے میرے پاس آتے ہو۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کیلیئے راستہ پیدا کر دیتا ہے (الطلاق،۲) چونکہ تو اللہ تعالی سے نہیں ڈرا لہذا میں تیرے لیئے

کچھ نہیں کرسکتا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اسلیئے تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی ہے۔

(ابوداؤد ۲۱۹۷ ، سنن دار القطنی ۳۸۸۲،واخرجہ سنن الکبری)

دلیل نمبر۱۳... امام سعید بن جبیرؒ اور امام مجاہدؒ فرمتے ہیں کہ ایک شخص عبداللہ ابن عباسؓ کے پاس آیا میں نے اپنی بیوی کو ستاروں جتنی طلاقیں دی ہیں

تو آپؓ نے فرمایا تم نے سنت کی مخالفت بھی کی ہے اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی ہے۔

(دارالقطنی، ۳۹۰۲)

دلیل نمبر ۱٤... سیدنا ابوہریرہؓ اور سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ کے پاس ایک شخص غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاق دینے کے بعد مسلۂ پوچھنے آیا تو آپ دونوں صحابہ نے فرمایا کہ وہ تجھ پر حرام ہو گئی جب تک وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے۔

(موطا امام مالک ۱۲۳۵، ابوداؤد ۲۱۹۸، مسند شافعی ٤۳٦، بیہقی ۱٤۹٦٥)

دلیل نمبر ١٥... ایک شخص اپنی غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاق دے کر سیدنا عبداللہ ابن زبیرؓ کے پاس مسئلہ پوچھنے آیا تو آپ نے فرمایا سیدنا ابوہریرہؓ اور سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ سے یہ مسئلہ پوچھو۔ وہ آیا اور پوچھا تو عبداللہ ابن عباسؓ فرمانے لگے کہ اے ابو ہریرہؓ فتوٰی دیجئے مگر سوچ سمجھ کر بتانا کیونکہ مسئلہ پیچیدہ ہے تو سیدنا ابو ہریرہؓ نے فرمایا ایک طلاق سے وہ تم سے علیدہ ہو گئی اور تین طلاق سے وہ تم

پر حرام ہو گئی سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ نے بھی ایسے ہی فرمایا۔

(موطا امام مالک ١٢٣٧، سنن الکبریٰ للبہیقی ٧، ٣٣٥)

دلیل نمبر ١٦... سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میرے چچا نے اپنی بیوی کو

تین طلاقیں دے دی ہیں تو سیدنا عبداللہ ابن عباس نے فرمایا تمارے چچا نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے۔
(طحاوی ۲، ۲۹، سنن الکبریٰ ۷، ۳۳۷)

دلیل نمبر ۱۷... امام سعید بن جبیرؒ (ثقہ تابعی) سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو ہزار طلاق دی تو آپؓ نے فرمایا تجھے تین کافی تھیں وہ تجھ سے جدا ہو گئی۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۳،۱۷۸۰۷/۵، دارالقطنی ۳۸۷۹)

دلیل نمبر۱۸... امام عمرو بن دینارؒ (ثقہ تابعی) سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو (ستاروں کی تعداد کےبرابر) طلاقیں دیں تو انہوں نے فرمایا اس کیلیئے تین طلاق کافی تھیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۷۸۰۷، بیہقی ۷، ۳۳۷)

دلیل نمبر۱۹... امام عنترہ بن عبدالرحمنؒ سے روایت ہے کہ میں سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا اے ابن عباسؓ اس نے اپنی بیوی کو (سو ۱۰۰) طلاقیں دی ہیں اور ساتھ یہ بھی کہا کہ ایک ہی دفعہ سب کہہ دی ہیں تو میری بیوی تین طلاق سے جدا ہو جاۓ گی یا ایک ہے؟ تو آپ نے فرمایا تین کے ساتھ جدا ہو گئی اور تجھ پر ننانوے کا گناہ ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۷۷۹۷)

ہم اپنے احباب (اہل حدیث) سے گزارش کرتے ہیں کہ (اللہ کیلیئے) عبداللہ ابن عباسؓ کے ان اقوال پر غور و فکر کریں یہ وہی عبداللہ ابن عباسؓ ہیں جن کا (صرف ایک قول) لے کر امت کو یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ ایک مجلس ک تین طلاق ایک ہی شمار ہو گی۔ (ہم ان کے اس قول کو بھی اسلاف کی عدالت میں رکھیں گے) إنشأاللہ۔

مگر پہلے ان کے مندرجہ بالا اقوال پر روشنی ڈالتے جاہیں عبداللہ ابن عباسؓ کے ان اقوال سے بات واضح ہو رہی ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاق تین ہی شمار ہوں گی جیسا کہ خود انہوں نے فرمایا (تیری طرف سےتین طلاقیں ہو گئیں۔ **دیکھیۓ دلیل نمبر۱۱)------**(تجھے تین کافی تھیں وہ تجھ سے جدا ہو گئی۔ **دیکھیۓ دلیل نمبر ۱۷)------**(ایک آدمی نے

ستاروں کی تعداد کے برابر طلاقیں دیں تو آپ نے فرمایا اس کیلیئے تین طلاقیں کافی تھیں۔ **دیکھیئے دلیل نمبر ۱۸)**

ایک دوسرا شبعہ جو عوام الناس کے ذہنوں میں ڈالا جاتا ہے کہ جس کام کو کرنے سے شریعت نے روکا ہے اسکے کرنے سے وہ کیسے ہو جاتا ہے یعنی بیک وقت اکھٹی تین طلاق دینےسے شریعت نے منع کیا ہے لہذا اگر کوئی شخص ایسا کر گزرے تو طلاق ایک ہی واقح ہو گی۔

ہم یہ کہتے ہیں اگر آپ کی اس (عقلی دلیل) کو مان لیا جائے تو شریعتِ مطہرہ میں ایسے بہت سے عمل ہیں جن کو کرنے سے روک دیا گیا جس طرح ایک مسلمان کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے اب اگر کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو قتل کر ڈالے تو کیا یہ کہا جائے گا کہ اس پر کوئی حد مقرر نہیں

کیوں کہ شریعت نے قتل کرنے سے منع کیا ہے لہذا
اس نے کچھ بھی نہیں کیا؟؟؟ ہر گز نہیں بلکہ اسے
قتل کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔(اور قاتل کی یھی
سزا مقرر ہوئی)

اسی طرح شراب پینے سے شریعت نے روکا ہے تو
کیا شرابی کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا جائے کہ اگر اس
نے پی بھی لی تو اس پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ
شریعت شراب پینے سے روکتی ہے؟؟؟ ہر گز نہیں
بلکہ اس پر حد مقرر کی جائے گی اور اس کو کوڑے
لگاہیں جاہیں گے (اور شرابی کیلیئے کوڑوں کی سزا
مقرر ہوئی)

بالکل یہی حال ایک مجلس میں تین طلاق دینے والوں
کا ہے جس طرح قتل کرنے سے شریعت نے روکا
ہے مگر قاتل کو اسکے بدلے میں قتل کیا جائے گا اور
شراب پینے سے شریعت نے منع کیا ہے مگر شرابی
کو بطور سزا کوڑے مارے جاہیں گے تو اسی طرح
ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے شریعت نے

روکا ہے مگر کوئی یہ حماقت کر ڈالے تو اسکی سزا یہی ہو گی کہ اسکی بیوی اس پہ حرام ہو جاتی ہے (اور یہی اس جرم کی سزا مقرر ہوئی)

اور پھر عجیب عقل ہے ان عقلی دلاہل والوں کی کہ شریعت نے بیک وقت تین طلاق دینے سے روکا ہے لہذا جس کام سے روکا جائے تو وہ کیسے ہو جاتا ہے؟؟؟ تو شریعت کی ممانعت کی وجہ سے تین طلاق کو تین شمار نہیں کی جائے گا تو پھر تین کو ایک کیسے تسلیم کر لیا جائے؟؟؟ کیا شریعت نے ایک طرف ایک عمل سے روکا بھی اور دوسری طرف اسی عمل میں سے کچھ حصہ قبول بھی کر لیا؟؟؟

لیکن دین جب عقل سے بنایا جاتا ہے تو یہی حال ہوتا ہے-!!!

اور اگر غور کیا جائے تو عبداللہ ابن عباسؓ کے ان اقوال سے بھی یہ وضاحت ہو رہی ہے کہ اکھٹی تین طلاق دینا (ہے تو خلافِ شرع مگر طلاق واقع ہو

جاتی ہے) جیسا کہ انہوں نے فرمایا (تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اسلیئے تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی۔ **دیکھیئے دلیل نمبر ۱۲)**------(تو نے سنت کی مخالفت بھی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی۔ **دیکھیئے دلیل نمبر ۱۳)**-------(تمھارے چچا نے اللہ کی نافرمانی کی ہے۔ **دیکھیئے دلیل نمبر ۱۶)**-------(تین کے ساتھ تجھ پر حرام ہو گئی اور ننانوے کا تجھ پر گناہ ہے۔ **دیکھیئے دلیل نمبر ۱۹)**

دلیل نمبر ۲۰ --- سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو (دو سو ۲۰۰) طلاقیں دی ہیں تو آپ نے فرمایا وہ تجھ سے جدا ہو گئی ہے۔

(مصنف عبدالرزاق ١١٣٤٢، موطا امام مالک ١١٩٦، مصنف ابن ابی شیبہ ١٧٨٠٥، سنن الکبریٰ للبیہقی ١٤٩٦٢)

دلیل نمبر ٢١... ایک شخص نے اپنی غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاق دیں تو سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ وہ تجھ پر حرام ہو گئی ہے۔

(سنن سعید بن منصور ١، ١٠٧٦، بیہقی ٧، ٣٣٥)

دلیل نمبر ٢٢... سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں نے گزشتہ رات اپنی بیوی کو (سو طلاقیں ١٠٠) دے دیں تو آپ نے کہا کیا تو نے

ایک ہی دفعہ کہہ دی تھیں؟ اس نے کہا ہاں تو عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا جیسا تو نے کیا ویسا ہی ہو گیا۔۔۔**(بہقی ۷، ۳۳۵)**

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کے ان اقوال سے بھی یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ یہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک مجلس کی تین طلاق کو تین ہی تسلیم کرتے تھے اور ان کا یہ فرمانا (کیا تو نے ایک ہی دفعہ کہہ دی تھیں؟) اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی ہوتی ہیں اور پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا (تو نے جیسا کیا ویسا ہی ہو گیا) یعنی سو طلاق دینے پر تین واقع ہو گئیں۔

عبداللہ ابن مسعودؓ کا یہ قول جو سورج کی کرنوں کی طرح روشن ہے اس سے آنکھیں بند کر لینا ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے؟؟؟

دلیل نمبر ۲۳--- سیدنا ابو موسیٰ اشعریؓ اور سیدنا عمران بن حصینؓ بھی ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاق کے قایل وفاہل تھے اور فرماتے تھے کہ اس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی۔

(سنن الکبریٰ ۷، ۳۳۲، مستدرک ۲، ۴۷۲)

دلیل نمبر 24--- ایک شخص سیدنا عمرو بن العاصؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ ایک شخص نے ہمبستری سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں وہ کیا کرے تو اس پر

امام عطا بن یسارؒ نے کہا کہ کنواری کی تو ایک ہی طلاق ہوتی ہے تو سیدنا عبداللہ ابن عمرؓو نے ان سے فرمایا تو، تو قصہ گو ہے ایک طلاق سے کنواری جدا ہو جاتی ہے اور تین طلاق سے وہ حرام ہو جاتی ہے جب تک وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے۔

(موطا امام مالک ١٢٣٦، مسند شافعی ٣٦، طحاوی ٢، ٣٠)

دلیل نمبر ٢٥۔۔۔ سیدنا علیؓ ابن ابی طالب کہتے ہیں جو شخص اپنی بیوی سے کہے تو مجھ پر حرام ہے تو تین طلاق پڑ جاتی ہیں۔

(موطا امام مالک ١٢٠٠، استذکار ١١٢٠، مصنف عبدالرزاق ١١٣٨٠، مصنف ابن ابی شیبہ ١٨١٧٣، سعید بن منصور ١٦٩٤)

دلیل نمبر ۲٦۔۔۔ سیدنا عبداللہ ابن عمرؓ کہتے تھے کہ خلیہ اور بریہ ہر ایک میں تین طلاق پڑ جاہیں گی۔

(موطا امام مالک ۱۲۰۱، مصنف عبدالرزاق ۱۱۱۸٤، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۸۱۵۹، سعید بن منصور ۱٦۷۹، بہقی ۱۵۰۱۹، استذکار ۱۱۲۱)

دلیل نمبر ۲۷۔۔۔ سیدنا عبد الرحمنٰ بن عوفؓ نے بیماری کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق بتہ (تین طلاقیں) دیں۔

(موطا امام مالک ۱۲۳۸، مسند شافعی ۱۳۹۸، مصنف عبدالرزاق ۱۲۱۹۵، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۹۰٦۲، بہقی ۱۵۱۲٦، استذکار ۱۱۵۸)

دلیل نمبر ۲۸۔۔ امام ابو عبداللہؒ عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ بنی عدی کی ایک لونڈی جس کا نام زبرأ تھا ایک غلام کے نکاح میں تھی امُ المؤمنین سیدہ حفضہؓ نے اس کو بلایا اور کہا میں تم سے ایک بات کہتی ہوں مگر یہ نہیں چاہتی کہ تو کچھ کر بیٹھے تجھے اختیار ہے جب تک تیرا خاوند تجھ سے ہمبستری نہ کرے اگر ہمبستری کرے گا پھر تجھے اختیار نہیں دہے گا زبرأ بول اٹھی اگر ایسا ہی ہے تو طلاق ہے پھر طلاق ہے پھر طلاق ہے تین بار ایسا کہہ کر اپنے خاوند سے جدا ہو گئی۔

(موطا امام مالک ۱۲۲۵، مصنف عبدالرزاق ۱۳۰۱۷، سنن الکبریٰ ۱٤۲۸٦، مسند شافعی ۲٦۹، ۱۲۸۱)

دلیل نمبر ۲۹۔۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا میں نے اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیا تھا اس نے خود سے طلاق دے دی آپ کیا فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا طلاق پڑ گئی تو وہ بولا ایسا نہ کہیں آپ، تو عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں نے کیا کیا، تو نے اپنے آپ کیا۔

(موطا امام مالک ۱۲۰٤، مصنف عبدالرزاق ۱۱۹۰۹، استذکار ۱۱۲٤)

دلیل نمبر ۳۰۔۔ سیدہ عاٗشہ صدیقہؓ غیر مدخولہ کی تین طلاقوں کو تین ہی شمار کرتی تھی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۷۸۵٤)

دلیل نمبر ۳۱۔۔۔ سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ بھی غیر مدخولہ کی تین طلاق کو تین ہی شماد کرتے تھے۔

(تاریخ الکبیر ۱، ۲۰، ۲۱)

دلیل نمبر ۳۲۔۔۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو (سو ۱۰۰) طلاقیں دیں تو سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا کہ تین طلاق سے وہ اس پر حرام ہو گئی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۷۸۰۰، بہقی ۷، ۳۳۶)

دلیل نمبر ۳۳ ۔۔۔ سیدنا ابو ہریرہؓ بھی غیر مدخولہ کی تین طلاق کو تین ہی شمار کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۷۸۵۴)

ہدایت عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کسی
انسان کے بس کی یہ بات نہیں کہ وہ لوگوں میں ہدایت
تقسیم کرتا پھرے انسان صرف اور صرف تبلیغ و
اشاعت کا حق رکھتا ہے اور علم کو حاصل کرنا اور
اسے پھیلانا اہم فریضۂ ہے مگر اسکے ساتھ ایک مبلغ
کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چایئے کہ پہلےخود
قرآن و حدیث کو اس طرح سمجھے جس طرح ہمارے
اسلاف نے سمجھا ہے اسکے بعد اسے حق ہے کہ وہ
عوام تک علم کی اس روشنی کو پھیلائے۔

ایک مجلس کی تین طلاق تین یا ایک ؟ یہ اہم ترین
مسلۂ ہے نہ کہ معمولی چونکہ راقم کو تقلید سے شدید
نفرت ہے اسلیئے تحقیق سے کام لیا گیا اور دونوں
طرف کے دلاہل کو اکھٹا کرنا شروع کیا اور کیا
دیکھا کہ ایک مجلس کی تین طلاق کو تین کہنے والے
اپنے پاس (روشن دلاہل رکھتے ہیں) اور دوسری
جانب دلاہل سے دامن خالی نظر آتا ہے بلکہ یوں کہنا

مناسب سمجھتا ہوں کہ (اس معاملہ میں ہمیں تقلید کی بوُ آئی) اب تک ہم نے آپ کے سامنے احادیث اور اقوالِ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا آیئے اب آپ کے سامنے تابعین اور تبع تابعین کے اقوال کو پیش کرتے چلیں کیونکہ (اهلحدیث کا دوسرا نام اهل دلیل ہے)

دلیل نمبر ٣٤۔۔۔ امام عبدالرحمنٰ قاسم بن محمدؒ (متوفئ ١٠٧ھ) سے روایت ہے ایک ثقفی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیا اسکی بیوی نے اپنے آپ ایک طلاق دی یہ چپ رہا پھر اس کی بیوی نے دوسری طلاق دی اس کے شوہر نے کہا تیرے منہ میں پتھر، پھر اسکی بیوی نے تیسری طلاق دی، اسکے شوہر نے کہا تیرے منہ میں پتھر دونوں لڑتے ہوئے مروان بن حکمؒ کے پاس آئے مروان بن حکمؒ نے قسم لی اسکے شوہر سے کہ اس نے طلاق کا اختیار دیا تھا۔

(موطا امام مالک ١٢٠٧، بہقی ١٥٠٤٨)

مروان بن حکمؒ کا اس شخص سے قسم لینا اس بات کی دلیل ہے کہ طلاق پڑ گئی۔

دلیل نمبر ۳۵۔۔۔ امام ابو عبدالملک مروان بن حکمؒ (متوفیٰ ٦٥ھ) طلاق بتہ میں تین طلاق کا حکم کرتے تھے۔

(موطا امام مالک ١١٩٨)

دلیل نمبر ٣٦۔۔۔ امام محمد بن مسلم بن شہاب زہریؒ (متوفی ١٢٤) فرماتے تھے اگر مرد عورت سے کہے میں تجھ سے بری ہوا اور تُو مجھ سے بری ہوئی تین طلاقیں پڑیں گی مثل بتہ کے۔

(موطا امام مالک ١٢٠٣، مصنف عبدالرزاق ١١١٨٧، مصنف ابن ابی شیبہ ٨١٤٠، ٨١٦٥، ٨١٧٠)

دلیل نمبر ۳۷۔۔۔ امام جعفرؒ بھی تین طلاق کو تین ہی تصور کرتے تھے۔(سنن الکبریٰ للبیہقی، ۷، ۳۴۰)

دلیل نمبر ۳۸۔۔۔ امام سعید بن جبیرؒ غیر مدخولہ کی تین طلاق کو تین شمار کرتے تھے۔

(سنن سعید بن منصور، جلد ۱، ۱۰۷۸)

دلیل نمبر ۳۹۔۔۔ امام ابرھیم نخیؒ غیر مدخولہ کی تین طلاق کو تین ہی شمار کرتے تھے۔

(سنن سعید بن منصور ۱، ۲۶۵)

دلیل نمبر ۴۰۔۔۔ امام مالک بن انسؒ بھی تین طلاق کو تین ہی شمار کرتے تھے. (موطا امام مالک مترجم، ۵۸۳)

دلیل نمبر ٤١۔۔۔ امام شافعی بھی تین طلاق کو تین ہی تصور کرتے تھے۔(کتاب الام ٥، ١٦٥)

"علمأ کرام کے اقوال "

دلیل نمبر ٤٢۔۔۔ حافظ ابن حزم اندلسیؒ (متوفیٔ ٤٥٦ھ) بھی اکھٹی تین طلاق پڑنے کے حق میں تھے۔

(المحلی١٠، ٢٠٧)

دلیل نمبر ٤٣۔۔۔ حافظ ابن رشدؒ (متوفی ٤٥٦ھ) فرماتے ہیں اکناف اور اطراف اور شہروں کے جمہور علمأ فرماتے ہیں کہ ایک کلمہ سے دی گئی تین طلاقیں تین ہی ہوں گی۔ (بدایہ المجتہد ٢، ٦٠)

دلیل نمبر ٤٤۔۔۔ علامہ نوویؒ (متوفیٰ ٦٧٦ھ) فرماتے ہیں آیمہ اربعہ اور جمہور سلف و خلف کا یہ مذہب ہے کہ تین طلاقیں بیک وقت دینے سے تین پڑ جاتی ہیں۔

(شرح صحیح مسلم ١، ٤٧٨)

دلیل نمبر ٤٥۔۔۔ علامہ امیر یمانی محمد بن اسمعاعیلؒ (متوفیٰ ١١٨٢ھ) لکھتے ہیں اہل مذاہب اربعہ اس پر متفق ہیں کہ بیک وقت اکھٹی تین طلاقیں تین ہو جاتی ہیں۔

(سبلام السلام ٣، ٢١٥)

دلیل نمبر ٤٦۔۔۔ علامہ سیوطیؒ (متوفیٰ ٩١١ھ) نے کہا ہے کہ مقلیدین آیمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے کہ تین طلاقیں دفعۃً دی جاہیں تو تین ہی شمار ہوتی ہیں۔

(مسالک احنفأ ٥٦)

دلیل نمبر ٤٧... قاضی شوکانیؒ (متوفیٔ ١٢٥٠ھ) فرماتے ہیں کہ جمہور تابعین اور صحابہ کرام رضوان اللہ کی اکثریت اور آہمہ اربعہ اور مذاہب اربعہ اور اہل بیت کا ایک طاہفہ جن میں سیدنا علیؓ بھی شامل ہیں ان سب کا یہی مذہب ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینے سے تین واقع ہو جاتی ہیں۔ (نیل الاوطار ٦، ٢٤٥)

ان تمام دلاہل کے بعد مسلۂ ایک مجلس کی تین طلاق کو اجماع میں دیکھتے ہیں مگر پہلے اجماع کی تعریف اور شریعت میں اجماع کا مقام کیا ہے اس پر روشنی ڈالنا ضروری ہے۔

"اجماع" کے لفظی معنی اکھٹا ہونے کے، مل کر بیٹھنے کے، اور علمی لحاظ سے کسی دینی مسلۂ پر (علمأ حق صحیح العقیدہ اھل سنہ والجماعت) کے متفقہ فیصلے کا نام ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت

کرے اور مومنین کے راستے کو چھوڑ کر دوسرے
راستے پر چلے تو جدھر وہ پھرتا ہے ہم اسے اسی
طرف پھیر دیتے ہیں اور اسے جہنم میں داخل کریں
گے اور وہ برُا ٹھکانہ ہے۔ (سورة النسأ ١١٥)

برھان الدین ابراھیم بن عمر الباقی (متوفیٔ ٨٨٥ھ) کی
تفسیر میں لکھا ہے اور یہ آیت اس کی دلیل ہے کہ
اجماع حجت ہے۔

(نظم الدرر فی تناسب الآیات والسورج ٢، ٣١٨)

اس آیت کی تفسیر میں ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی
بکر بن فرح القرطبیؒ (متوفیٔ ٦٧١ھ) نے فرمایا
"علمأ نے فرمایا کہ اس میں اجماع کے قول کے
صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

(تفسیر قرطبی الجامع الاحکام القرآن ٥، ٣٨٦)

ابو اسحاق ابراھیم بن موسیٰ بن محمد الشاطبیؒ (متوفیٔ
٧٩٠ھ) نے لکھا ہے " پھر عام علمأ نے اس آیت سے

یہ استدلال کیا کہ اجماع حجت ہے اور اس کا مخالف گناہ گار ہے۔

(الموافقات ٤، ٣٨ الفصل الرابع فی العموم والخصوص: المسالۃ الثالثہ، تحقیق مشہور حسن)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں اجماع کہ معنی یہ ہے کہ احکام میں کسی حکم پر مسلمانوں کے علمأ جمع ہو جاہیں اور جب کسی حکم پر امت کا اجماع ہو جائے تو کسی کیلیئے جاہز نہیں کہ وہ علمأ کے اجماع سے باہر نکل جائے کیونکہ امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی لیکن بہت سے مساہل میں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اجماع ہے حالانکہ ان میں اجماع نہیں ہوتا بلکہ دوسرا قول کتاب و سنت میں زیادہ راجح ہوتا ہے۔

(الفتاویٰ الکبریٰ ١، ٤٨٤، مجموع فتویٰ ٢٠، ١٠)

اور ہمارے امام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نے "اللہ میری امت کو کھبی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔

(مستدرک الحاکم ۱، ۱۱۲ ح ۳۳۹)

دوسری روایت میں ہے میری امت کھبی گمراہی پر جمع نہیں ہو گی لہذا تم جماعت (اجماع) کو لازم پکڑو کیونکہ یقیناً اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔

(المحعجم الکبیر للطبرانی ۱۲، ٤٤٧ ح ١٣٦٢٣ و سند حسن لذاتہ وصحیح لغیرہ)

سیدنا عمرؓابن خطاب نے جلیل القدر تابعی امام شریح بن الحارث القاضیؒ کی طرف لکھ کر بھیجا جب تمھارے پاس اللہ کی کتاب میں سے کوئی دلیل آئے تو اس کے مطابق فیصلہ کرو اور اسکے مقابلے میں لوگوں کی طرف التفات نہ کرنا۔ پھر اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث دیکھ کر اس کے مطابق فیصلہ کرنا۔ اور اگر کتاب اللہ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بھی نہ ملے تو پھر دیکھنا کہ کس بات پر لوگوں کا اجماع ہے پھر اسے لے لینا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔الاآخر

(مصنف ابن ابی شیبہ ۷، ۲٤۰ ح ۲۲۸۹۰ و سند صحیح، المختارہ ۲۳۸ح ۱۳٤)

سیدنا ابو مسعود عقبہ بن عمر والا انصاریؓ نے ایک تابعی کو نصیت کرتے ہوئے فرمایا میں تمھیں اللہ کے تقویٰ اور جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ اللہ تعالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو کھبی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔

(کتاب المعرفہ والتاریخ ۳، ۲٤٤ ،۲۲٤٥)

امام المحدثین ابو عبداللہ محمد بن اسماعیلؒ البخاری کی کتاب صحیح البخاری میں ایک حدیث میں آیا ہے کہ تین آدمیوں کو قتل کرنا جاہز ہے قاتل ، شادی شدہ زانی ، اور جماعت کو چھوڑنے والا۔ (رقم الحدیث ٦۸۷۸)

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر العسقلانیؒ نے کہا (جماعت کو چھوڑنے والا) اجماع کے مفہوم میں داخل ہے۔ (فتح الباری ۲، ۲۰۴)

ان تمام بُرھان کے بعد یہ بات ثابت ہو گئی کہ اجماع امت حجت ہے اور ہمارے احباب اھل حدیث باخوبی اس بات سے واقف ہیں یا یوں کہیئے کہ ڈنکے کی چوٹ پر وہ اس بات کا اعلان و اقرار کرتے ہیں کہ اجماع امت حجت ہے توآیئے دیکھتے ہیں (کتب الاجماع) ایک مجلس کی تین طلاق کے بارے میں کیا کہتی ہیں۔

دلیل نمبر ۴۸۔۔۔ علامہ ابو البرکات عبدالسلام بن تیمیہؒ (متوفیٰ ۶۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ ایک کلمہ سے دی گئی تین طلاقوں کے واقع ہونے پر اجماع ہے۔

(منتقیٰ الاخبار ۲۳۷ مع نیل الاوطار ۶، ۲۴۳)

دلیل نمبر ٤٩___ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں تین طلاقوں کے واقع ہونے پر ابو بکر ابن العربیؒ اور ابوبکر الرازیؒ نے اجماع نقل کیا ہے امام احمد بن حنبلؒ کے کلام کا ظاہر بھی اسی کو چاہتا ہے۔

(اغاثہ اللھفھان ١، ٣٢٣)

دلیل نمبر ٥٠___ امام ابو بکر بن المنذرؒ (متوفیٰ ٣١٨ھ) اپنی کتاب " کتاب الاجماع" میں فرماتے ہیں اجماع ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو تین سے زاہد طلاقیں دیں تو صرف تین ہی حرمت کیلیئے کافی ہیں۔

(کتاب الاجماع ٣٩٩)

دلیل نمبر ٥١___ اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے تو پھر بغیر دوسرے شوہر کے پہلے شوہر کیلیئے وہ حلال نہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

(کتاب الاجماع لابن المنذرؒ ٤١١)

قارہین کرام "ایک مجلس کی تین طلاق" کا مسلۂ اجماع سے بھی ثابت ہوا کہ بیک وقت دی گئی اکھٹی تین طلاق تین ہی ہوں گی نہ کہ ایک اور اسکے بعد بھی اگر کوئی شخص اجماع کے برعکس کوئی فیصلہ کرتا ہے اور پھر اس فیصلے پر ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرے تو اس کو بخاری شریف کی حدیث اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتویٰ پر بھی ایک نظر ڈالنی چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو (کہ دلاہل معلوم ہو جانے کے بعد آخرت میں پچتانا پڑے؟)

دلیل نمبر ۵۲۔۔۔ مشہور اھلحدیث عالم محدث شمس الحق عظیم آبادیؒ (متوفئ ۱۳۲۹ھ) کہ آہمہ اربعہ اور جمہور علمأ اسلام کا یہی مذہب ہے کہ تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

(عون العبود ۲۲۹)

دلیل نمبر ۵۳۔۔۔ مشہور اھلحدیث عالم حافظ عبداللہ روپڑیؒ بھی اسی کے قاہل ہیں۔

(رسالہ ایک مجلس کی تین کی طلاقیں ضمیمہ تنظیم اہل حدیث، ص ۳،٤،۵)

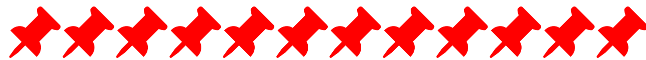
دلیل نمبر ٥٤... اہلحدیث عالم مولانا ابوسعید شرف الدین دہلویؒ (متوفیؒ ۱۳۸۱ھ) لکھتے ہیں کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں یہ مسلک صحابہ کرامؓ ، تابعین، وتبع تابعین، و آہمہ محدثین، متقدمین کا ہے ہی نہیں یہ مسلک (۷۰۰ سات سو) سال کے بعد کا ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے فتویٰ کے پابند ہیں اور ان کے معتقد ہیں یہ فتویٰ ابن تیمیہؒ نے ساتویں صدی کے آخر میں یا آٹھویں صدی کے شروع میں دیا تھا تو اس وقت کے علمأ اسلام نے ان کی سخت مخالفت کی تھی متاخرین علمأ اہلحدیث جو ابن تیمیہؒ کے متعقد ہیں اور اس مسلۓ میں متفق ہیں وہ اسی کو محدثین کا مسلک بتاتے ہیں اور مشہور کردیا گیا کہ یہ مذہب محدثین کا ہے اوراس کے خلاف مذہب حنفیہ کا ہے اسلیۓ ہمارے اصحاب فوراً اس کو تسلیم کر لیتے ہیں اور اسکے خلاف کو رد کر دیتے ہیں حالانکہ یہ فتویٰ یا

یہ مذہب (ایک مجلس کی تین طلاق) آٹھویں صدی ہجری میں وجود میں آیا۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲، ٤٣ تا ٤٦)

دلیل نمبر ۵۵۔۔۔ اہلحدیث عالم محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ (متوفیٰ ۱۳۷۵ھ) تین طلاق کے واقع ہونے کے قایل تھے۔

(اخبار اہلحدیث ۱۵ نومبر ۱۹۲۹)



اُن لوگوں کے دلائل کا ردِ جو ایک مجلس کی 3 طلاق کو تین کہتے ہیں:

ایک مجلس کی تین طلاق کو تین کہنے والوں کے دلاہل کو آپ نے پڑھا اب فریق ثانی (ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک) کہنے والوں کے دلاہل کو محدثین و اسلاف کی عدالت میں رکھتے ہیں۔

دلیل نمبر ۱۔۔۔ سیدنا رکانہؓ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم رجوع کر لو رکانہؓ نے کہا میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے معلوم ہے تم رجوع کر لو۔

(ابو داؤد ۲۱۹٦، سنن الکبریٰ للبیہقی ۷، ۳۳۹ و سندہ ضعیف)

سند کی تحقیق۔۔۔ " بعض بنی ابی رافع" مجہول ہیں۔
!!! بعض، بنی ابی رافع سے مراد فضل بن عبداللہ بن ابی رافع لیتے ہیں (تقریب ٤، ۳۹۱) فضل بن عبداللہ بن ابی رافع مقبول ہے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں متابعت کی صورت میں اسکی روایت قبول کی جائے گی ورنہ لین الحدیث کمزور راوی ہے۔

(خلاصہ تحقیق یہ روایت ضعیف ہے)

دلیل نمبر ۲۔۔۔ سیدنا رکانہؓ نے ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رجوع کا حکم دیا۔

(مسند احمد ۱، ۲٦۵، ۲۳۸۷، سنن الکبریٰ للبیہقی ۷، ۳۳۹، مسند ابی یعلیٰ ۱، ۲٤۹۵ و سندہ ضعیف)

اسکی سند میں داؤد بن حصین ہے جو عکرمہ سے روایت کرتا ہے محدثین کا فرمانا ہے کہ یہ جب عکرمہ سے روایت کرے تو روایت منکر ہوتی ہے۔

امام ابو داؤدؒ بھی فرماتے ہیں کہ داؤد بن حصین روایت عکرمہ سے منکر ہوتی ہے۔

(میزان الاعتدال جلد ۱، ۳۱۷، التہذیب ۳، ۱۸۱، خلاصہ الخزرجی ۱۹۱۰)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اس حدیث کو محلول کہتے ہیں (تخلیص الحبیر ۳۱۹)

محدث جوزجانیؒ کہتے ہیں کہ محدثین اس حدیث کو قابل تعریف نہیں سمجھتے تھے (تہذیب جلد ۳، ۱۸۱)

امام ذہبیؒ اس روایت کو داؤد بن حصین کے مناکیر میں شمار کرتے تھے (میزان اعتدالال جلد ۱، ۳۱۷)

حافظ ابن رشدؒ نے بھی اس روایت پہ کلام کیا ہے (بدایہ المجتہد جلد ۲، ٦١)

محدث عبداللہ روپڑیؒ نے بھی اس روایت پر کلام کیا ہے (رسالہ ایک مجلس کی تین طلاقیں (ضمیمہ ١٦)

(خلاصہ تحقیق یہ حدیث ضعیف ہے)

دلیل نمبر ۳... بعض علمأ کرام نے لکھا ہے کہ عبداللہ ابن عباس کا فتویٰ ہے کہ وہ تین طلاقوں کو ایک ہی تسلیم کرتے تھے۔

(ابو داؤد ۱، ۲۹۹، شرعی طلاق ۲۰، ایک مجلس کی تین طلاق اور ان کا شرعی حل ۵۲۰، دین الحق ۲، ٦٦٨)

امام ابو داؤدؒ اس قول کو اپنی سنن میں تحت الحدیث ۲۱۹۷ میں اس سند کے ساتھ لے کر آئے ہیں۔

قال ابوداؤد رویہ حماد بن زید عن ایوب عن عکرمہ عن ابن عباسؓ..........الاآخر

امام ابو داؤد (۲۰۲ھ) میں پیدا ہوئے (تاریخ المحدثین ٤٨٤، تذکرہ الحفاظ ٦١٥)

امام حماد بن زیدؒ (۱۷۹ھ) میں فوت ہوئے (تذکرہ الحفاظ ۲۳۱)

لہذا اس قول کی سند منقطع ہے (اہلحدیث جن کا دوسرا نام اھل دلیل ہے) ان کو یہ بات زیبا نہیں دیتی وہ منقطع روایات کو دلیل بناہیں اگر ضعیف اور منقطع اقوال کا ہی سہارا لینا ہے ہے تو پھر (فرقہ باطلہ دیوبندیہ و بریلویہ پہ اعتراض کیسا؟؟؟؟؟؟؟)

دلیل نمبر ٤... عطا بن ابی رباحؒ کہتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ ابن عباسؓ تین طلاقوں کو ایک شمار کرتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ١١٠٧٦ بحوالہ دین الحق ٢، ٦٦٩)

یہ خبر دینے والے کون تھے؟؟؟ مجھے خبر ملی----- ایک بزرگ نے کہا----- ایک دفعہ کا ذکر ہے----- ہم اپنے بھاہیوں سے التجا کرتے ہیں اللہ کیلیئے اس طرح کے دلاہل سے مسلک اھلحدیث کا وقار ختم نہ کریں اس طرح کی بچکانہ باتیں دیوبند کے تبلیغی نصاب

میں بہت درج ہیں اگر آپ کی اس پیش کردہ سند کو حجت مان لیا جائے تو تبلیغی نصاب میں بے سند من گھڑت واقعات کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔

تین طلاق کو ایک کہنے والوں کے پاس جتنے بھی اقوال ہیں مندرجہ بالا اقوال کی طرح بے سند، منقطع، ضعیف، ہیں جہاں تک عبداللہ ابن عباسؓ کا قول مسلم شریف میں درج ہے اس کے بارے میں محدثین اور ہمارے اسلاف کا کیا کہنا ہے وہ بھی ملاحظہ فرماہیں۔

دلیل نمبر ۵۔۔۔ سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا عمرؓ ابن خطاب کے ایام خلافت کے ابتدائی دو سال میں تین طلاق ایک ہی ہوتی تھی سیدنا عمرؓ نے فرمایا لوگوں نے اس معاملے میں جلد بازی سے کام لیاحالانکہ ان کو سوچنے اور سمجھنے کا وقت حاصل تھا ہم کیوں نہ ان کو ان پر نافذ کر دیں تو سیدنا عمر فاروقؓ نے ان پر تین ہی نافذ کر دیں۔

(مسلم ۱٤۷۲، مسند احمد ۲۱٦، مستدرک ۲، ۱۹٦،
سنن الکبریٰ البہقی ۷، ۳۳٦ و سند صحیح)

نمبر ۱۔۔ وہ کون سے محدث کرام ہیں جنہوں نے اس روایت سے یہ استدلال کیا ہو کہ (ایک مجلس کی تین طلاق ایک ہوتی ہے) ان کے نام بتائے جاہیں۔

نمبر ۲۔۔ یہ مرفوع بھی نہیں بلکہ سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ کا قول ہے۔

نمبر ۳۔۔ سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ کی دوسری روایات اس قول کے خلاف ہیں اور مخالفت کی صورت میں ترجیح جمہور کو ہو گی اسلیئے امام بہقیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس روایت کی تخریج نہیں کی محض اس لیئے کہ سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ کی جملہ احادیث اسکے خلاف ہیں۔

(سنن الکبریٰ ۷، ۳۳۷)

اور امام بہقیؒ فرماتے ہیں سعید بن جبیرؒ ، عطابن ابی رباحؒ ، مجاہدؒ ، عکرمہ ، عمرو بن دینار ، مالک بن الحوریثؒ ، محمد بن ایاس بن بکیرؒ ، معاویہ بن عیاش الانصاریؒ تمام ثقہ و مشہور راوی عبداللہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے تین طلاقوں کو تین ہی قرار دیا ہے-

(سنن الکبریٰ ۷، ۳۳۸)

حافظ ابن رشدؒ نے بھی اسی طرح کہا ہے (بدایہ المجتہد ۲، ٦١)

امام بہقی نے مزید فرمایا کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں بعید نہیں کہ یہ روایت منسوخ ہو ورنہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حکم ان کو معلوم ہو پھر وہ دیدہ دانستہ اسکے خلاف عمل کرتے اور فتویٰ دیتے ہوں-

(سنن الکبریٰ ۷، ۳۳۸)

امام شافعیؒ کا یہ قول نظرانداز کرنے کے قابل بھی نہیں کیونکہ پہلے تین طلاقیں دینے کے بعد بھی رجوع ہو سکتا تھا۔

عبداللہ ابن عباسؓ سے ہی روایت ہے کہ پہلے تین طلاق کے بعد رجوع ہو سکتا پھر جب " الطلاق مرتان " اتری تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

(ابوداؤد ۲۱۹۵، نسائی ۳۵۸٤، سنن الکبریٰ للنسائی ۵۷۸٤)

امُ المؤمنین سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں لوگ بے شمار طلاقوں کے مالک ہوا کرتے تھے ایک آدمی چاہے تو اپنی بیوی کو (۱۰۰ سو) یا اس سے بھی زیادہ طلاقیں دے دیتا پھر جب " الطلاق مرتان" اتری تو لوگ سنبھل گئے اور نئے سرے سے طلاقوں کا خیال رکھنا شروع کیا۔

(ترمذی ۱۱۹۲)

نمبر ٤ ۔۔۔ حافظ ابن حزمؒ فرماتے ہیں اس روایت میں کوئی ایسی چیز نہیں جو اس چیز پہ دلالت کرتی ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طلاقوں کو ایک کہا ہو اور نہ اس میں یہ چیز ہے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہو اور آپ نے اس کو برقرار رکھا اور حجت تو صرف اسی چیز میں ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہو یا کوئی کام کیا ہو یا آپ کو اس کا علم ہوا ہو اور آپ نے اس پر نکیر نہ فرمائی ہو

(المحلٰی ١٠، ٢٠٦)

کسی چیز کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اور عہد صدیقی میں ہونا اس بات کی طرف اشارہ نہیں کہ وہ کام آپ کے حکم اور اجازت سے ہوا ہو بعض کام ایسے بھی تھے جو آپ کے دور میں بھی ہوتے رہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خبر نہ ہوئی۔

مثلاً سیدنا عمار بن یاسرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جنابت کیلیئے زمین پر پلٹے کھائے اور بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کو اس بات کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل کی تغلیط فرمائی اور صحیح تیمم کا طریقہ بتایا۔

(صحیح بخاری ۳۳۸، مسلم ۸۲۰)

سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ متعہ کے جواز کا فتویٰ دیتے تھے جس پر سیدنا عبداللہ ابن زبیرؓ شدید تنقید کرتے تھے۔

(صحیح مسلم ۳٤۳۲)

گو آخر میں سیدنا عبداللہؓ نے اس سے رجوع کر لیا تھا
(صحیح ابی عوانہ ۳۲۸٤)

سیدنا عمرؓ فاروق حج تمتع سے منع فرماتے تھے تو سیدنا ابو موسیٰ اشعری نے ان کا رد کیا۔

(مسلم ۱۲۲۲)

اسی طرح سیدنا عثمانؓ بھی حج تمتع کا منع کرتے تھے تو سیدنا علیؓ نے ان کا رد کیا (صحیح مسلم ۱۲۲۳)

اب جو حضرات سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ کے قول سے استدلال کرتے ہیں ان کا حج تمتع، متعہ اور تیمم کے بارے میں کیا خیال ہے؟؟؟؟؟؟؟ تو عرض کرنے کا مطلب ہے صرف دلیل سے بات نہیں بنتی جب تک دلیل روشن نہ ہو۔

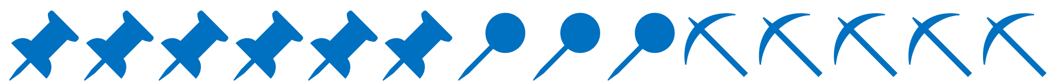
دونوں طرف کے اقوال کا جاہزہ لینے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی ہوتی ہیں صحابہ کرام تابعین و تبع تابعین آہمہ محدثین کا یہی فیصلہ تھا اور اجماع بھی اسی پر ہوا کہ ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی ہوتی ہیں عبداللہ ابن عباسؓ کا یہ قول خبر واحد ہے اور دوسری طرف ان کے اپنے جملہ اقوال اور دیگر اصحابہ کرام عبداللہ ابن عباسؓ کے اس قول کے خلاف فتویٰ دیتے ہیں تین طلاق کو ایک کہنے والے ہمیں عبداللہ ابن عباسؓ کے قول کے علاوہ کسی اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یا خیر القرون کے دور میں سے کوئی ایک دلیل دے دیں اگر نہ دے سکیں تو پھر خبر واحد کو حجت نہ بناہیں کیونکہ بقول امام شافعیؒ کہ اجماع خبر

واحد سے بڑا ہے (آداب الشافعی ومناقبہ لابن ابی حاتم ۱۷۷،۱۸۸)

آخری گزارش ہمارے اس مضمون کا جواب اگر کوئی دینا چاۓ تو ہماری ہر دلیل پر کلام کرے ہمارا مقصد صرف اور صرف آپ کی اصلاح۔

بحث و مباحثہ کا شوق اور مناظرانہ لہجہ رکھنے والے حضرات جواب دینے سے پرہیز کریں ہمارے دلاہل اور ہمارے سوالات اہل علم والوں کیلیئے قیامت کی صبح تک باقی رہیں گے جواب دینے والے جلد بازی کا مظاہرہ نہ کریں کیونکہ وقت طویل ہے.

وما علینا الا البلاغ المبین



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمداللہ رب العٰالمین

والصلٰوۃ السلام علیٰ رسولہ الامین اما بعد۔!!!!

سیدنا رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ایک مجلس کی تین طلاق ایک شمار ہوتی ہے۔ اس روایت کے بارے میں محدثین و علمأ کرام کے ریمارکس۔!!!

اس روایت کو امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد حدیث رقم ۲۳۸۷، امام ابو یعلیٰ نے مسند ابو یعلیٰ میں حدیث رقم ٤۲۹٥، دوسرا نسخہ ۲٥۰۰، امام بہقیؒ نے سنن الکبرٰی حدیث رقم ۱٤۹۸۷، اور امام ابو نعیم اصبہانیؒ معرفہ الصحابہ لا ابی نعیم حدیث رقم ۲۸۰۳ میں ان

سب محدثین کرام نے داؤد بن حصین عن عکرمہ کی سند سے روایت کیا ہےاس روایت کے بارے میں فضیلتہ الشیخ مولانا مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ لکھتے ہیں اس سند کو بڑے بڑے جلیل القدر آئمہ محدثین کرام نے صحیح قرار دیا ہے جیسے امام احمد بن حنبلؒ (مجموعہ الفتاویٰ جلد۲ ص ٦٧ اعلام الموقعین جلد ٢ ص ٢١٧، امام ابو یعلیٰ (فتح الباری جلد٢ ص ٣٦٢) امام ابن کثیر (تحفہ الاحوذی جلد ٢ ص ١٩٦، امام یزید بن ہارون (عون العبود جلد٢ ص٢٣٩، امام ابن تیمیہ (مجموعہ الفتاوٰی جلد٢) محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی (ارواء الغلیل جلد٧، ص ١٤٥)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں یہ حدیث اس مسلئہ میں نص ہے جو کسی قسم کی تاویل قبول نہیں کرتی، (فتح الباری جلد٩ ص ٣٦٢)

شیخ احمد شاکر فرماتے ہیں اسناد صحیح (تخریج مسند احمد جلد٤ ص ١٢٣)

قاضی شوکانی فرماتے ہیں اس حدیث کو امام احمد اور ابو یعلیٰ نے نکالا ہے اور ابو یعلیٰ نے اس

صحیح قرار دیا ہے اور یہ حدیث محلِ نزاع میں نص ہے (نیل الاوطار، نیز دیکھیں ترمذی حدیث رقم ۱۱٤۳) مقدمہ ایک مجلس کی تین طلاق اور ان کا شرعی حل (ص ۱۳ تا ۱٤)

(-------- تبصرہ --------)

امام احمد بن حنبل کا قول مجموعہ الفتاویٰ و اعلام الموقعین میں بے سند ہے۔

امام ابو یعلیٰ کا قول فتح الباری میں بے سند ہے۔

امام ابن کثیر کا قول تحفہ الاحوذی میں بے سند ہے۔

امام یزید بن ہارون کا قول عون العبود میں بے سند ہے۔

اور بے سند بات (کسی کی بھی) حجت نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے خود تسلیم کیا کہ داؤد بن حصین عن عکرمہ ثقہ نہیں ہیں (تقریب التہذیب

۱۷۸۵) اور رکانہؓ والی روایت کو ضعیف کہا ہے
(دیکھیے تلخیص الحبیر جلد۳ ص۲۱۳ رقم ۱۶۰۳)

جامع ترمذی حدیث رقم ۱۱٤۳ میں بے شک امام ترمذیؒ نے کہا ہے اس حدیث کی سند میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس میں اس حدیث کے متن کا علم نہیں ہے ہو سکتا ہے اس میں داؤد بن حصین کے حافظے میں کوئی غلطی ہوتی ہو (جامع ترمذی تحت الحدیث ۱۱٤۳)

ان کے مقابل بہت سے جلیل القدر آئمہ محدثین و علمأ کرام نے داؤد بن حصین عن عکرمہ کی روایت کو ضعیف و منکر کہا ہے مثلاً"

نمبر ۱۔۔، امام سفیان بن عیینہؒ (متوفی ۱۹۸سنہ ھ) ہم اس (داؤد بن حصین) کی روایت سے گریز کرتے ہیں (الجرح التعدیل جلد۳ ص ٤۰۹ رقم ۱۸۷٤ و سندہ صحیح)

نمبر ۲۔۔۔، امام علی بن المدینیؒ (متوفی ۲۳٤سنہ ھ) نے فرمایا کہ داؤد بن حصین عن عکرمہ کی روایت منکر ہے (الجرح والتعدیل جلد۳ ص ٤۰۹ رقم ۱۸۷۵)

امام علی بن المدینی مزید فرماتے ہیں مجھے داؤد بن حصین عن عکرمہ کی روایت سے زیادہ مرسل شعبی و سعید بن مسیب کی روایتوں سے محبت ہے (الضعفا الکبیر للعقیلی جلد۲ ص۳۵ ترجمہ ٤۵۹ بحوالہ مکتبہ الشاملہ۔

نمبر ۳۔۔۔، امام یحییٰ بن معین (متوفی۲۳۳سنہ ھ) نے فرمایا امام مالک نے داؤد بن حصین کی روایت کو ترک کر دیا (تاریخ ابن معین جلد۳ ص ۱۹٤ ترجمہ ۸۸۸ روایہ الروری و الجرح والتعدیل جلد ۳ ص ٤۰۹ رقم ۱۸۷٤)

نمبر ٤۔۔۔، امام ابو حاتم الرازیؒ (متوفی ۲۷۷سنہ ھ) نے ایسے ہی کہا ہے (الجرح والتعدیل جلد ۳ ص ٤۰۹)

امام ابو حاتم الرازی داؤد بن حصین عن عکرمہ کی روایت کو منکر شمار کرتے تھے (العلل الحدیث جلد۲ ص ۲٦۰ رقم ۲۲۷٤ دوسرا نسخہ جلد۵ ص ۵۱ رقم ۲۲۷٤)

نمبر۵۔۔۔، امام احمد بن حنبلؒ نے اس روایت کے بارے میں فرمایا یہ روایت ثابت نہیں ہے اور رافضی شیعہ تین طلاقوں کو ایک سمجھتے ہیں (سوالات امام احمد بن حنبل روایہ ابو داؤد ص ۱۷۰ دوسرا نسخہ ص ۲۳٦)

نمبر٦۔۔۔، امام بخاریؒ نے بھی رکانہؓ والی روایت کو ضعیف کہا ہے(العلل الکبیر ص ۱۷۱ رقم ۲۹۸، الشاملہ العلل الکبیر جلد۱ ص ٤٦۱ بحوالہ مسند احمد جلد٤ ص ۲٦۱ حاشیہ)

نمبر۷۔۔۔، حافظ منذریؒ نے بھی امام بخاریؒ کی یہی بات نقل کی ہے اور کوئی تردید نہیں کی (مختصر

سنن ابو داؤد جلد۳ ص ۱۳٤ بحوالہ مسند احمد جلد٤
ص ۲۱۸ حاشیہ)

نمبر۸۔۔۔، امام ابو داؤد نے بھی داؤد بن حصین عن
عکرمہ کی روایت کو منکر کہا ہے (میزان الاعتدال
جلد۳ ص ٥ رقم ۲٦۰۰ دوسرا نسخہ جلد۲ ص ۲٥٤
رقم ۲٦۰٦ تہذیب التہذیب جلد۳ ص ۱٥۷ تہذیب
الکمال جلد۸ ص ۳۸۱ وغیرہ)

بعض علمأ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ امام ابو داؤد
کے قول کی سند پیش کی جائے؟
اس قول کی سند کیلئے دیکھیے سوالات امام احمد بن
حنبل ص ۱۷۰ دوسرا نسخہ ص ۲۳٦ جب امام ابو
داؤد نے امام احمد بن حنبل سے رکانہ والی روایت
کے بارے میں پوچھا تو امام احمد بن حنبل نے اس
روایت کو ضعیف کہا اور امام ابو داؤد نے امام احمد
بن حنبل کی کوئی تردید نہیں کی (والحمد اللہ) اور
اصول ہے کہ محدثین ہی حدیث کے بارے میں صحیح
فہم رکھتے ہیں۔

نمبر ۹۔۔۔، امام خطابیؒ نے رکانہؓ والی روایت کو ضعیف کہا ہے (معالم السنن جلد۳ ص ۲۳۶) امام خطابی نے مزید کہا کہ امام احمد بن حنبل نے اس طرح کی ساری احادیث کو ضعیف کہا ہے (دیکھیے معالم السنن ۲۳۶)

نمبر ۱۰۔۔۔، ابن قدامہ نے بھی ایسے ہی کہا ہے اور کوئی تردید نہیں کی (المغنی جلد۱۰ ص ۳۶۶)

نمبر ۱۱۔۔۔، امام بہیقی نے کہا اس سند کے ساتھ یہ روایت حجت نہیں ہے کیونکہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آٹھ روایتیں اور انکا فتویٰ اس روایت کے خلاف ہے اور رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کی روایت میں ایک طلاق کا ذکر آیا ہے (سنن الکبریٰ للبہیقی جلد ۷ ص ۳۳۹ رقم ۱۴۷۶۴ دوسرا نسخہ جلد۷ ص ۵۵۵ رقم ۱۴۹۸۷)

نمبر ۱۲۔۔۔، حافظ ذھبیؒ بھی داؤد بن حصین عن عکرمہ کی روایت کو مناکیر میں شمار کرتے ہیں (میزان الاعتدال جلد۳ ص ۵ ترجمہ ۲٦۰۰)

نمبر ۱۳۔۔۔، حافظ ابن حجر عسقلانی بھی داؤد بن حصین عن عکرمہ کو ثقہ نہیں سمجھتے (تقریب التہذیب ۱۷۸۵ اور تلخیص الحبیر میں اس روایت کو محلول کہا ہے (دیکھیے جلد۳ ص۲۱۳ رقم ۱٦۰۳)

نمبر ۱٤۔۔۔، محدث جوزجانی فرماتے ہیں محدثین اس (داؤد بن حصین) کی روایت کو قابل تعریف نہیں سمجھتے (تہذیب التہذیب جلد۳ ص۱۸۱)

نمبر ۱۵۔۔۔، شیخ أرناط اور انکے ساتھیوں نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے (مسند احمد جلد٤ ص ۲۱٦ حاشیہ)

نمبر ۱٦ـــ، استاد محترم محدث العصر حافظ محمد زبیر علی ذئی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی داؤد بن حصین عن عکرمہ کی روایت کو ضعیف قرار دیا (دیکھیے انوار الصحیفہ فی الاحادیث الضعیفہ من السنن الاربعہ ص ۸۵ طبع اول ۱٤۲۳سنہ ھ المکتبہ الاسلامیہ)

نمبر ۱۷ـــ، استاد محترم محدث العصر حافظ محمد زبیر علی ذئی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ نے بھی داؤد بن حصین عن عکرمہ کی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے (دیکھیے سنن ابن ماجہ تخریج حافظ ندیم ظہیر جلد۲ ص ۲۱۵ حدیث رقم ۲۰۰۹)

نمبر ۱۸ـــ، شیخ مقبل بن ھادیؒ نے بھی داؤد بن حصین عن عکرمہ کی روایت کو منکر کہا ہے (نشر الصحیفہ ص ۲٤٦ او أحاديث معلة ظاهرها الصحة جلد۱ ص ۲۰۸ بحوالہ مکتبہ الشاملہ)

اور شیخ مقبل بن ھادی اُن احادیث جن میں علت پائی جاتی ہو ان کے بارے میں اپنا بہترین مؤقف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں (لأنْ أعرف علة حديث هو عندي أحب إليَّ من أن أكتب عشرين حديثاً ليس عندي) اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے پاس جو حدیث ہے اس میں علت ہے تو میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اسے نہ لکھوں اور ایسی (بیس ۲۰) احادیث کو لکھ لوں جو میرے پاس موجود نہ ہوں (قواعد العلل و قرائن الترجیح جلد ۱ ص ۱۳)

****
****

(سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پر محدثین کا فہم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے زمانۂِ خلافت کے ابتدائی دو برس تک تین طلاق کو ایک شمار کیا جاتا تھا (صحیح مسلم ۱٤۷۲، مسند احمد ۲۸۷۷، مصنف عبدالرزاق ۱۱۳۳٦، مصنف ابن ابی شیبه ۱۸۰٦۱، ابو داؤد ۲۲۰۰، سنن النسائی ۳٤۳٥، سنن الکبری للبہقی ۱٤۷٤۹، مسند ابی عوانه ٤٥۳٤، دار القطنی ۳۹۸۳، مستدرك ۲۷۹۳، المعجم الکبیر ۱۰۹۱٦ وغیرہ سنن الکبری للبہقی ۱٤۹۷۲ دوسرا نسخہ بحوالہ مکتبہ الشاملہ۔

اس روایت کے بارے میں آئمہ محدثین کے ریمارکس۔۔۔!!!

نمبر۱۔۔۔، اس روایت کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سارے اصحاب طاؤس کے خلاف کہتے ہیں طاؤس کے علاوہ ہم نے ایسی روایت نہیں دیکھی۔ (دیکھیے مسائل الامام احمد بن حنبل اسحاق بن راھویہ جلد ۱ ص ٤۱٤ رقم ۱۰٦۹)

نمبر ۲۔۔۔، امام اسحاق بن راہویہ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ "غیر مدخولہ" کے بارے میں ہے (مسائل الامام احمد بن حنبل اسحاق بن راھویہ جلد ۱ ص ٤١٥ رقم ١٠٧٠)

نمبر۳۔۔۔، امام ابو بکر ابن ابی شیبہ اس روایت کو "غیر مدخولہ" کے باب میں لائے ہیں (دیکھیے باب قبل الحدیث ١٨٦١ دوسرا نسخہ ١٨١٧٨ تیسرا نسخہ ١٧٨٧٩ ابن ابی شیبہ)

نمبر٤۔۔۔، امام نسائی اس روایت کو "غیر مدخولہ" کے باب میں لائے ہیں (دیکھیے سنن النسائی باب قبل الحدیث رقم ٣٤٣٥ دوسرا نسخہ رقم ٣٤٠٦ بحوالہ مکتبہ الشاملہ ، سنن الکبریٰ للنسائی رقم ٥٥٩٩ دوسرا نسخہ رقم ٥٥٦٩ مکتبہ الشاملہ)

نمبر٥۔۔۔، امام بہیقی اس روایت کو "غیر مدخولہ" کے باب میں لائے ہیں (دیکھیے سنن الکبریٰ للبہیقی باب قبل الحدیث ١٤٧٤٩ دوسرا نسخہ ١٥٣٦٧)

نمبر٦۔۔۔، امام عبدالرزاق صنعانی صحیح سند سے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لائے ہیں کہ وہ "غیر مدخولہ" کی تین طلاق کو ایک تسلیم کرتے تھے (دیکھیے مصنف عبدالرزاق ١١٠٧٩ جلد ٦ ص ٣٣٥ امام عبدالرزاق نے اس روایت پر "باب طلاق البکر" کا باب باندھا ہے (یعنی کنواری یا جس سے ابھی دخول نہ کیا گیا ہو)

نمبر٧۔۔۔، امام اسحاق بن راہویہ بھی یہی روایت لائے ہیں (مسند اسحاق بن راہویہ ارقام ٧٧٤، ٧٧٥، ٧٧٧، ٧٨١ وغیرہ

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ "غیر مدخولہ" کی تین طلاق کو ایک شمار کرنے کیلئے مزید دیکھیے سنن الکبریٰ للبہیقی ٤٨٦٤، ١٤٨٦٣

دوسرا نسخہ ١٥٠٨٦، ١٥٠٨٧ مصنف ابن ابی شیبہ (١٧٨٨٠

نمبر ٨۔۔۔، سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد عکرمہ، عطاء ، طاؤس، جابر بن زید ، شعبی ابی عیاض اسر دوسرے تابعین کرام ابی الشعشا ، عطاء بن یسار وغیرہ غیر مدخولہ کی تین طلاق کو ایک شمار کرتے تھے (دیکھیے سنن سعید بن منصور ١٠٧٧ مصنف ابن ابی شیبہ ١٧٨٨٠ سنن الکبریٰ للبہیقی ١٤٨٦٣مصنف عبدالرزاق ١١٠٧٩ تا ١١٠٨٠ مسند اسحاق بن راہویہ ٧٧٤ تا ٧٧٥ سنن بہیقی دوسرا نسخہ ١٥٠٨٦) مؤطا امام مالك ١٢٣٦ وغیرہ۔

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت "غیر مدخولہ کے بارے میں ہے اور آئمہ محدثین اپنی روایات کے بارے میں صحیح فہم رکھتے ہیں (والحمداللہ)

تیسری صدی ہجری تک کسی ایک محدث سے بھی یہ ثابت نہیں کہ کسی ایک محدث نے بھی مدخولہ کی تین طلاق کو ایک شمار کیا ہو اگر کسی محترم کے پاس کوئی صریح صحیح روایت موجود ہے تو مہربانی فرما کر ہمیں آگاہ کیا جائے کسی ایک تابعی کا اثر بھی با سند صحیح دکھایا جا سکتا ہے۔

"حق کو چھپانے والوں کیلئے شدید وعید کیلئے دیکھیے"

سورۃ البقرہ ۱۵۰ صحیح بخاری ۱۱۸، ۱۲۸ صحیح مسلم ۳۲، ۲۴۹۲ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۶۳ ابو داؤد ۳۶۸۵ ترمزی ۲۶۴۹ ابن ماجہ ۲۶۱، ۲۶۲ وغیرہ۔

وما

علینا الاالبلاغ

تاريخ ١/٢/٢٠١٤